سہ ماہی "تحقیق و تجزیہ" (جلد4، شمارہ:1)، جنوری تا مارچ2026ء

Representative characters in the short stories of Shafiq-ur-Rehman

شفیق الرحمٰن کے افسانوں کے نمائندہ کردار

Dr.Riaz Hussain *[1]
Ex. Head department of Urdu, Government Graduate College Civile Lines, Multan.
Dr Javed Pitafi*[2]
Visiting Faculty, Department of Urdu, Ghazi University, Daira Ghazi Khan.

ڈاکٹر ریاض حسین☆[1]
سابق صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج سول لائنز، ملتان

ڈاکٹر جاوید پتافی☆[2]
جز وقتی استاد، شعبہ اردو، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان

Correspondance: profjaved253@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 24-01-2026
Accepted:23-03-2026
Online:31-03-2026

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT: The world of today is replete with prose writers but Shafiq ur Rehman is one of the renowned prose writers in Urdu literature. His writings always have soothing effect on his reader's mind. He used parody, irony, comparison, wit, humours situation and characters to ereate humour in his stories. The Characters of his short stories are the real ones. The hero of his short stories is handsome, sports loving, witty, steady and serviceable fellow. The humorous character of his short stories is "Shaitan". He creates humour in many stories from this character. In this article, his representative characters shaitan, Maqsood Ghora, Modi, Buddi, Tamana, Mein, Nannha and Nannhi have been discussed..

KEYWORDS: Replete, soothing effect, humorous, situation, comparison, representative characters, witty, steady, serviceable fellow.-

شفیق الرحمٰن بنیادی طور پر مزاح نگار ہیں لیکن انہوں نے سنجیدہ ادب خاص طور پر افسانوں میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ وہ اپنی کہانیوں کے خود ہی ہیرو تھے اُن کے علاوہ اُن کی کہانیوں کے دوسرے کردار اُن کے اپنے دوست تھے جنھوں نے اپنی شرارتوں اور حماقتوں سے افسانوں میں رونق اور گہما گہمی کا سماں پیدا کیا ہے۔ شفیق الرحمٰن نے اپنی کہانیوں میں یوں تو بہت سے کرداروں کو متعارف کروایا ہے لیکن چند کردار ایسے ہیں جنھیں ان کے افسانوں کا نمائندہ کردار قرار دیا جاسکتا ہے ان میں شیطان شفیق الرحمٰن کے افسانوں کا معروف اور مرکزی کردار ہے اس کا نام روفی ہے لیکن اس کی عادت وخصائل اور مخصوص شیطانی حرکات کے باعث اسے شیطان کا نام دیا گیا ہے۔ شیطان کے علاوہ مقصود گھوڑا، رضیہ، تمنا، حکومت آپا، بڈی، موڈی، جج صاحب، میں، ننھا اور ننھی بھی اہم کراروں کی فہرست میں شامل ہیں۔ یہ وہ کردار جو حقیقی ہیں۔ مثال کے طور پر شیطان ہی کو لیجئے جس کا اصل نام ڈاکٹر سیف الدین ہے وہ امریکہ کی ریاست ٹیکساس میں ایک بڑے عہدے پر فائز ہیں۔ وہ پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر ہیں اس کردار کے ذریعے شفیق الرحمن نے اپنی کہانیوں میں شیطان کی حماقتوں کو مزاح نگاری کے بیشتر حربوں میں استعمال کیا ہے۔ ڈاکٹر ریحانہ پروین رقم طراز ہیں:

> "ڈاکٹر شفیق الرحمٰن نے اپنے کردار شیطان کے ذریعے طالب علمی کے زمانہ کی شرارتوں اور جملے بازی کو پیش کیا ہے دوسری خاص بات یہ ہے کہ یہ کردار فرضی کردار نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے بچپن کے دوستوں میں سے تھے مگر اکثر جگہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ بہر حال کردار بہت دلچسپ اور بے حد جان دار ہے جس کا بھلانا آسان نہیں ہے یہ کردار خوجی اور امراؤ جان ادا جیسے لازوال کرداروں میں سے ایک ہے اور یہ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کی اردو ادب کو بہت بڑی دین ہے کہ انہوں نے اردو ادب میں شیطان کا کردار متعارف کروایا ہے جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔"(۱)

شیطان رضیہ میں دلچسپی لیتا ہے لیکن رضیہ اس کی محبت کو نظر انداز کر دیتی ہے شفیق الرحمٰن نے رتن ناتھ سرشار کے ناول "فسانہ عجائب" کے کردار خوجی کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کردار کی جھلک شیطان میں نظر آتی ہے۔ شیطان ہمیشہ خوجی کی طرح ہر لڑکی پر عاشق ہو جاتا ہے اور اسی کی طرح ہر دم مختلف حرکتیں اور باتیں کرنے کو تیار ملتا ہے میر امن نے باغ و بہار میں ایک جملہ لکھا ہے۔

> ' ' آدمی کا شیطان آدمی ہے"(۲)

اگر ہم اس جملے کی معنویت پر غور کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ شیطان ہمارے اندر موجود ہوتا ہے اس کی خارج میں کوئی ٹھوس شکل دکھائی نہیں دیتی۔ ہمارے اچھائیاں اور برائیاں ہمارے ہی وجود کا حصہ ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے

کہ کچھ چیزیں جو ایک انسان پر خارج سے وارد ہوتی ہیں۔ اس میں شیطانیت کا شائبہ موجود ہوتا ہے وہ بھی کسی شیطان نما انسان ہی کی عطا کردہ ہوتی ہیں یوں انسان کی کوئی بھی صورت ہو تو ہمیں بطور انسان اس صورت کو قبول کرنا پڑتا ہے۔

حالی نے کہا تھا:

آدمی جانور فرشتہ خدا

آدمی کی ہیں سینکڑوں قسمیں (۳)

اگرچہ اس شعر میں ایک قسم یعنی شیطان مذکور نہیں ہے لیکن بہر حال سینکڑوں قسموں میں یہ بھی آجاتی ہے انسان کی یہی قسم شفیق الرحمٰن کے ہاں ایک تخلیقی کردار کی صورت میں ابھری ہے شیطان کو تخلیقی موضوع بنانے کی یہ پہلی کاوش نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ادب پاروں میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ علامہ اقبال نے باقاعدہ ابلیس کی مجلس شوریٰ بنا ڈالی اور تو اور انہوں نے شیطان کو ہمدردانہ انداز میں دیکھا ہے اور اسے اس کائنات میں ایک ناگزیر قوت کے طور پر تسلیم کیا ہے اگرچہ اقبال کے ساتھ شفیق الرحمٰن کی فکری مماثلت نہیں ہے لیکن دونوں کے ہاں مختلف حوالوں میں یہی شیطان موضوع بحث ہے۔

شفیق الرحمٰن کے ہاں شیطان کے علاوہ کچھ اور کردار بھی ملتے ہیں۔ جیسے مقصود گھوڑا، بڈی، موڈی، امجد اور میں کے حوالے سے خود شفیق الرحمٰن لیکن شیطان کا کردار اس حوالے سے زیادہ اہم ہے کہ یہ کردار شفیق الرحمٰن کے بیشتر افسانوں میں موجود ہے۔ ان افسانوں میں ترپ چال، شیطان اور کوہ ہمالیہ، شیطان کی خالہ (پرواز) تعویذ، ننانونے ناٹ آؤٹ، بلڈ پریشر، تمنا (حماقتیں) دھند (دجلہ) ساڑھے چھ اور شیطان (شگوفے) شامل ہیں۔ شفیق الرحمٰن کے بارے میں رسالہ اردو میں یہ رائے چھپی ہے۔

> "شفیق الرحمٰن کے پلاٹ اور کردار واقعی حالات سے زیادہ قریب ہیں اور افسانے کافی بلند پائے کے ہیں جو مغرب کے اونچے درجے کے افسانوں کے ہم پل کہے جاسکتے ہیں۔"(۴)

اس اقتباس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شفیق الرحمٰن کے تمام کردار قابل تعریف ہیں اور ان کرداروں کو فعال بنانے میں شیطان کا نمایاں حصہ ہے ۔شفیق الرحمٰن نے اس کردار سے خالص مزاح پیدا کیا ہے۔ صبیح الدین احمد لکھتے ہیں : ' "ان کے اسلوب میں دانش اور ان کے بعض کردار لافانی ہیں

۔انہوں نے لوگوں کو ہنسنے اور ہنسانے کا سلیقہ سکھایا، تکلیفوں کو دور کیا
اور زندہ رہنے کی تلقین کی۔"(۵)

شفیق الرحمٰن نے شیطان کو اپنے بہت سے افسانوں میں جگہ دی ہے۔ اس کردار کے ذریعے زندگی کا حقیقی عکس نظر آتا ہے لفظی مزاح، واقعاتی مزاح، بذلہ سنجی، رمزیہ لطائف کا استعمال اسے خوبصورتی عطا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ اقتباس دیکھیے:

"۔۔۔ یہ ہے کہ شیطان کو ہر وقت چھاس لگی رہتی ہے۔ اور وہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہیں دن میں دو مرتبہ قیامت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ایک تو جب علی الصبح نو دس بجے اُٹھتے ہیں تو ان کے سامنے دنیا اندھیر ہوتی ہے اور وہ سوچتے ہیں کہ ع مخصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید۔ لیکن چائے کی چند پیالیوں کے بعد اُنہیں یکایک پتا چلتا ہے کہ ع ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں۔ یہی تماشا چار بجے چائے کے وقت ہوتا ہے۔ ساڑھے تین بجے زندگی سے بیزار ہوتے ہیں اور ساڑھے چار بجے ان جیسا مسخرا ملنا محال ہے۔ اگر وہ چائے کی دریافت سے پہلے اس دنیا میں ہوتے تو خدا جانے ان کا کیا حال ہوتا۔"(۶)

شیطان دل پھینک تھے وہ جہاں بھی کوئی لڑکی دیکھتے اس پر عاشق ہو جاتے اور ایک ہی وقت میں مختلف لڑکیوں سے عشق کرتے اور ایک لڑکی پر کئی بار عاشق ہو جاتے۔

شفیق الرحمٰن نے کسی ایک مقام پر شیطان کا تعارف نہیں کروایا اور نہ ہی ہر جگہ اس کا ایک ساحلیہ دکھایا ہے بلکہ ہر افسانے میں اسے ایک نئے انداز سے پیش کیا ہے مثلاً افسانہ "تعویذ" میں شیطان اپنے خیالات اور تجاویز سے لوگوں کو اپنا گرویدہ کرلیتا ہے وہ اپنے دوست امجد کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا حل تعویذ میں تلاش کرتا ہے اور کسی عامل سے تعویذ لاتا ہے اور اس کے فوائد بتانے کے ساتھ ساتھ کردار کو چند باتوں سے پرہیز کرنے کی بھی تجویز دیتا ہے۔

تعویذ باندھتے ہی اس کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں اور امجد ہر کام ہوشیاری سے کرنے لگا یہاں تک کہ وہ امتحان میں پاس ہو گیا اور اسے ملازمت بھی مل گئی۔ اس کے دشمن بھی رستے سے ہٹ گئے اس کی شادی بھی پسند کی لڑکی سے ہو گئی جیسے جیسے وقت گزرتا گیا تعویذ کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا گیا اور امجد کو ترقیاں ملتی گئیں۔ جب سب سے پہلی کامیابی نصیب ہوئی تو تعویذ پر ریشمی خول چڑھا دیا گیا۔ دوسری کامیابی پر پیتل کا خول چڑھایا گیا تیسری کامیابی کے بعد چاندی کا خول چڑھایا گیا جب کہ چوتھی کامیابی کے بعد سونے کا خول چڑھا دیا گیا یہ سارا افسانہ بڈی اور تعویذ کے گرد گھومتا ہے

اورافسانہ کے خاتمے پر بڈی تعویذ کی عبارت پڑھنے کے لیے بے چین ہے اور ادھر مسز امجد کی اجازت پر تعویذ کھولا جاتا ہے اور تعویذ کھلنے کا منظر کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے :

"بڈی نے بڑی حفاظت سے خول کھولا اور تعویذ نکالا پھر آہستہ آہستہ موم جامہ کھلنے لگا۔ میری آنکھوں کے سامنے پہنچے ہوئے بزرگوں کے نورانی چہرے، فقیروں کے مزار، سبز غلاف، پھولوں کے ہار، جلتے ہوئے چراغ، مزاروں کے گنبد اور خانقاہیں پھرنے لگیں جیسے عنبر اور لوبان کی خوشبو سے سب کچھ مہک اٹھا اور پاکیزہ روحیں ہمارے گرد منڈلانے لگیں۔ فرشتوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دینے لگی۔ماحول کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ میرا دل دھڑکنے لگا اور ہونٹ خشک ہونے لگے ۔ بڈی نے تعویذ کا کاغذ کھولا اور پڑھنے لگا۔ میں رہ نہ سکا بڑی بے صبری سے کاغذ چھین لیا۔کاغذ پر شیطان کی مخصوص طرز تحریر میں یہ مصرعہ لکھا تھا۔

' ' آیا کرو ادھر بھی مری جان کبھی کبھی''(۷)

مصنف نے افسانہ تعویذ کے ذریعے بڈی کے کردار کو استعمال کرتے ہوئے معاشرے کے ان لوگوں پر گہری ضرب لگائی ہے جو اپنے چھوٹے کاموں کے لیے جھوٹے پیروں کے پاس جاتے اور ایمان کا سودا کر بیٹھتے ہیں یہ سب حرکات معاشرے کے ان کرداروں کی ہوتی ہیں جن کے عقیدے بہت کمزور ہوتے ہیں۔

شیطان کا کردار معاشرے کی ناہمواریوں کی نشاندہی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے سدباب کے لیے حل بھی بتاتا ہے اور مزاحیہ صورتحال پیدا کر کے معاملات کو سنجیدہ صورتحال سے بچائے رکھتا ہے۔ ڈاکٹر ریحانہ پروین رقم طراز ہیں :

"ڈاکٹر شفیق الرحمٰن کی کردار نگاری کی ایک اہم بات یہ ہے کہ آپ نے اردو ادب کو خوبی کے انداز کا ایک جیتا جاگتا بھرپور کردار شیطان دیا ہے جو اردو کے مزاحیہ ادب کی آبرو ہے جب آپ حضرات ایسے افسانوں کو پڑھیں گے جن میں شیطان کا کردار موجود ہے تو آپ ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جائیں گے۔"(۸)

شفیق الرحمٰن کے افسانوں میں شیطان ایک ایسا کردار ہے جو شرارتیں بھی کرتا ہے محبت بھی کرتا ہے اور لطائف کے ذریعے قارئین کو ایک نئی دنیا میں لے جاتا ہے شیطان کی شوخیاں اور شرارتیں "شیطان عینک اور موسم بہار" میں عروج پر

نظر آتی ہیں۔ موسم بہار میں شیطان کی عینک کہیں گر جاتی ہے۔ اس کے بغیر شیطان اچھی طرح دیکھ نہیں پاتے اوراپنی معشوقائیں کریمہ، رحیمہ اور سفینہ کو ایک دوسرے میں گڈمڈ کر دیتے ہیں حتیٰ کہ اپنے خالو کو بھی نہیں پہچان پاتے اورانہیں سگریٹ پیش کرتے ہیں اورایک دفعہ بغیر عینک کے سفینہ کے گھر کی بجائے پڑوسی کے گھر گھس جاتے ہیں جہاں سے خاصی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد خلاصی ہوتی ہے۔

شفیق الرحمٰن کے یہاں مزاحیہ کردار کا یہ رخ اس اعتبار سے اردو ادب میں پیش کردہ تمام کرداروں سے مختلف ہے کہ اس کردار میں عصریت بھرپور نظر آتی ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مصنف ایک بھی زندہ جاوید کردار پیش کر دے تو یہ اس کی کامیابی کی ضمانت ہے۔

ڈاکٹر حامد بیگ مرزا شیطان کے بارے میں لکھتے ہیں :

"شفیق الرحمٰن نے اس کردار کی پیشکش کے لیے سفید پوش طبقے میں بیٹھے چور کو پکڑا ہے۔"(۹)

جہاں تک شفیق الرحمٰن کے دوسرے نمائندہ کردار کا تعلق ہے تو اس کا نام مقصود علی خان ہے۔ وہ ملازمت کے سلسلے میں افریقہ میں مقیم ہے کہانیوں میں وہ مقصود گھوڑا کے نام سے ایک معروف کردار ہے وہ اپنی عادات واطوار سے ایک ایسا کردار ہے جو کوئی کام سنجیدگی سے نہیں کر سکتا۔ وہ لڑکیوں سے جلد متاثر ہو جاتا ہے۔ وہ کرکٹ میں باؤلنگ اور بیٹنگ نہ جانتے ہوئے بھی اچھے کھیل کا مظاہرہ کرتا ہے اس کا تکیہ کلام ''پتہ نہیں'' اور ''ہو سکتا ہے'' ہے اس کی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی ہے اس کی قابلیت کی بنائی پر ایم ڈی، ایسپی رکھا گیا ہے اس کی گفتگو ایک مزاحیہ کردار کی گفتگو ہے۔ وہ دوسروں کی خامیوں پر نظر رکھتا ہے اوراپنے آپ کو ایک بڑا آدمی سمجھتا ہے مگر حقیقت میں وہ کچھ نہیں:

مقصود گھوڑے سے متعلق یہ اقتباس ملاحظہ کیجئے:

"ایک دن مقصود گھوڑا بھیگا ہوا آیا اور بغل میں دبائی ہوئی چھتری کھولتے ہوئے مژدہ جانفزا سنایا۔ کہ ذرا دیر پہلے بادلوں اور کہرے کے اُوپر اُسے دوربین سے کچھ دکھائی دیا ہے۔ ایسا پُرجوش نعرہ شاید کولمبس نے امریکہ کے ساحل کو ہندوستان سمجھ کر بھی نہیں لگایا ہوگا۔ اُسے دوسرے پہاڑ پر ملغوبہ، تہمیدہ وغیرہ نظر آئی تھیں ہم اُن کو جانتے تھے، چنانچہ اس دریافت پر کسی نے اشتیاق ظاہر نہیں کیا۔"(۱۰)

محبت کے معاملے میں مقصود گھوڑے کا ریکارڈ کو تسلی بخش نہیں کہا جا سکتا تھا لیکن یہ Nil Report سے قدرے بہتر تھا اس کارومانوی کیریئر یوں تھا:

"جب وہ ایف ایس سی کے پہلے سال میں تھا تو شاید محض تجسس کے سلسلے میں پہلی مرتبہ محبت سے آشنا ہوا۔۔۔ جس لڑکی سے وہ مرعوب تھا اس کا نام عظمت جہاں تھا۔۔۔ اس نے اپنے جیب خرچ سے روپے بچا کر لڑکی کے لیے رومالوں، جرابوں اور خوشبوؤں کا پیکٹ تیار کیا اور اسے رنگین کاغذ میں لپیٹ کر چمکیلا ربن باندھا اور کئی دن سوچتا رہا کہ پیکٹ پر کیا لکھے پھر لائبریری سے خط و کتابت کے فن پر کب کی چھپی ہوئی کتاب اٹھا لایا اور اس کا سرسری طور پر مطالعہ کر کے کچھ اس قسم کی عبارت لکھی بے مایہ ناچیز، مقصود عفی عنہ کا تحفہ حقیر بعد عقیدت و احترام، بخدمت عظمت من!

گر قبول افتد زہے عزہ شرف!"(۱۱)

شفیق الرحمٰن کا یہ کردار اپنے عجیب و غریب عادات و اطوار، اوٹ پٹانگ باتوں سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی صلاحیت کا حامل ہے۔ وہ لوگوں کو سامان تفریح مہیا کر کے ان کے دل موہ لیتا ہے۔ وہ دل پھینک ہے اور بیسیوں لڑکیوں سے عشق کی پینگیں بڑھاتا ہے اور بعض اوقات خود ہی مرعوب ہو کر بدحواسیاں کرنے لگتا ہے وہ کھیلوں میں کرکٹ کا بھی شوقین ہے لیکن ایک ماہر کھلاڑی نہیں ہے اس پر انگریزی کی یہ مثال "Jack of all trades but master of none" صادق آتی ہے۔ مقصود گھوڑے کے کردار میں ارادے کی پختگی، احساس کی شدت نہیں پائی جاتی لہٰذا وہ سنجیدگی اور ذمہ دارانہ روش سے بے بہرہ ہے وہ ماضی سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھتا اس لیے وہ مستقبل کی زندگی کے لیے کوئی ٹھوس اور فیصلہ کن قدم اٹھانے سے قاصر ہے۔

شفیق الرحمٰن کی کہانیوں کا ایک اور اہم کردار حکومت آپا ہے یہ کردار افسانہ "شیطان" میں جلوہ افروز ہوا ہے حکومت آپا ایک ضدی اور ہٹ دھرم خاتون ہے وہ ہمیشہ دوسروں سے خائف رہتی ہے۔ اس کا تکیہ کلام "مجھے پہلے ہی پتہ تھا" ہے مصنف اور رضیہ ایک دوسرے کو چاہتے ہیں حکومت آپا ان دونوں محبت کرنے والوں پر مسلسل نظر رکھتی ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ بات آگے نہ بڑھے اور حالات قابو میں رہیں۔ حکومت آپا انتہائی باتونی ہے وہ گھنٹوں بولتی رہتی ہیں اور چاہتی ہے کہ مدمقابل سے اپنی بات منوا لے۔

شفیق الرحمٰن کے افسانوں کے نسوانی کردار آزاد فضاؤں میں سانس لیتے دکھائی دیتے ہیں وہ مردوں سے آزادانہ میل جول رکھتے ہیں لیکن اپنی فطری شرم و حیا کے باعث اقرارِ محبت نہیں کرتے اور ایک حد میں رہ کر ہی محبت کی پینگیں بڑھاتے ہیں ۔

رضیہ کا کردار بھی شفیق الرحمٰن کے افسانوں کا ایک مستقل اور نمائندہ کردار ہے یہ جج صاحب کی بیٹی اور حکومت آپا کی چھوٹی بہن ہے وہ انتہائی شوخ اور کالج کی طالبہ ہے شرارتیں اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہیں وہ ہمیشہ نت نئی شرارتیں کرتی رہتی ہے۔ افسانہ "زیادتی" میں بھی یہ کردار موجود ہے اس کہانی میں صیغہ واحد متکلم کا استعمال ہے۔

"میں" اس کہانی کا مرکزی کردار ہے جو امتحان کی تیاری کے سلسلے میں ہاسٹل سے جج صاحب کے گھر منتقل ہو جاتا ہے جہاں رضیہ شرارت بھری مسکراہٹ سے اس کا استقبال کرتی ہے اور بعد میں اپنی مختلف شرارتوں سے "میں" کو تنگ کرتی رہتی ہے کبھی وہ گلی کے کتوں کو "میں" کے کمرے میں بند کر دیتی ہے اور کبھی اخبار سے اوٹ پٹانگ خبریں پڑھ کر سناتی رہتی ہے۔

جب امتحان کے انعقاد میں چند دن باقی رہ جاتے ہیں تو مصنف رضیہ سے جان چھڑانے کے لیے ایک ترکیب سوچتا ہے وہ بازار سے ایک خوبصورت انگوٹھی خرید کر اپنی انگلی میں پہن لیتا ہے جب رضیہ اس کی انگلی میں انگوٹھی دیکھتی ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ اس کی کسی لڑکی سے منگنی ہو گئی ہے۔ اب وہ سہمی سہمی رہنے لگتی اور مصنف کے کمرے میں بھی نہیں آتی۔ "میں" امتحان کی تیاری میں مصروف ہو جاتا ہے۔ جب امتحانات ختم ہو جاتے ہیں تو رضیہ اس کے کمرے میں آتی ہے اور سوال کرتی ہے یہ انگوٹھی اسے کہاں سے ملی؟ "میں"، "یہ گرل فرینڈ کا دیا ہوا تحفہ ہے" اس جواب سے رضیہ کے دل کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ وہ اپنے دل سے محبت کا خیال نکال دیتی ہے اور اب میں کو تنگ نہیں کرتی کیونکہ وہ اب اسے اپنا حق نہیں سمجھتی۔

شفیق الرحمٰن کا یہ نسوانی کردار ان کے دوسرے افسانوں خصوصاً "لیڈی ڈاکٹر" اور "شیطان عینک اور موسم بہار" میں بھی اپنی شوخیوں اور شرارتوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے رضیہ وہ لڑکی سے جس کو پانے کے لیے شیطان نہایت سنجیدہ ہے یہ کردار بھی حقیقی ہے شیطان اور رضیہ کی بالآخر شادی ہو جاتی ہے اور وہ دونوں ٹیکساس (امریکہ) میں مقیم ہیں۔

شفیق الرحمٰن نے اپنے افسانوں میں ایک جج صاحب کا کردار بھی متعارف کروایا ہے جج صاحب ایک پرانے آدمی ہیں اور ایک روایتی بزرگ کی طرح چھوٹوں کو ہمیشہ پند و نصیحت کرتے رہتے ہیں۔ وہ اصول پسند شخصیت کے مالک ہیں کرکٹ اور شطرنج کے شوقین ہیں۔ اگرچہ یہ کردار کہانیوں میں کم دکھائی دیتا ہے تاہم قارئین کی یادداشت میں محفوظ رہ جاتا ہے۔

بڈی کا کردار بھی شفیق الرحمٰن کی کہانیوں میں مختصر دورانیے کا کردار ہے لیکن اپنی اوٹ پٹانگ حرکتوں کے باعث مضحکہ خیز بن جاتا ہے یہ کسی دوسرے ملک کا فرد ہے شفیق الرحمٰن نے اپنے ایک انٹرویو میں اس کا نام کرنل ہیریسن (Harrison) بتایا ہے۔ زندگی سے متعلق اس کا فلسفہ بے حد دلچسپ ہے اس کے مطابق زندگی میں آئی ہوئی مصیبت سے ہم جان چھڑانے کی بجائے اس کا استقبال کرتے ہیں ہم لالچی اور خود غرض ہیں اور ہماری خواہشات بہت زیادہ ہیں۔ بڈی نے چند سال پہلے اپنے لان میں پودے لگائے۔ جب پودے پھل پھول گئے تو بڈی ہر روز رات کو ان کے لیے دعا کرتا کہ آج رات بارش نہ ہو۔ جہاں بیج خشک ہوں وہاں اوس نہ پڑے۔ سہ پہر کے وقت معمولی بارش ہو لیکن ذخیرے پر بارش نہ ہو۔ بڈی کا کردار عجیب و غریب صفات کا مالک ہے اور کمال درجے کا بے وقوف ہے تاہم اس کی احمقانہ اور مضحکہ خیز حرکات سے قارئین محضوظ ہوتے رہتے ہیں۔

شفیق الرحمٰن کے افسانوں کا ایک اوراہم کردار تمنا نامی حسین و جمیل لڑکی ہے شیطان اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اسے خوش کرنے کے لیے نت نئے منصوبے بناتا ہے شیطان کے دوست تلخ صاحب ایک رسالے کا اجراء کرنا چاہتے ہیں شیطان کے مشورے سے اس ماہنامہ کا نام "تمنا" رکھ دیا جاتا ہے اس ماہنامے کی پالیسی مزاحیہ صورتحال پر مبنی ہے۔ "میں "شفیق الرحمٰن کا اپنا کردار ہے۔ شفیق الرحمٰن اپنی کئی کہانیوں کا ہیرو ہے خصوصاً افسانوی مجموعے "مدوجزر" میں یہ کردار جابجاد کھائی دیتا ہے۔ حجاب امتیاز علی کے بقول:

> "وہ شفیق الرحمٰن ایک جدا اورواضح شخصیت کے مالک ہیں اوران کے
> ہر افسانے کے طرز فکر اورانداز بیان سے ان کی شخصیت کا انکشاف ہوتا ہے
> ۔"(۱۲)

شفیق الرحمٰن کی کہانیوں خصوصاً "حماقتیں" میں کردار نگاری منفرد ہے اس کے کردار یورپی تہذیب وتمدن سے تعلق رکھتے ہیں ان کرداروں کی مختلف پارٹیوں میں شمولیت سے افسانے کی فضا بندی کی گئی ہے تاہم ان سب کرداروں میں موڈی کا کردار سب سے زیادہ جاندار اوردلچسپ ہے جو ایک نرس کے ساتھ محفل میں ناچتے ہوئے اپنے حالات زندگی سنانے کے بعد کہتا ہے:

> "یہ تھے میری زندگی کے حالات اگر ان میں سے کچھ ایسے ہوں جو تمھیں
> پسند نہ آئے ہوں تو میں انہیں دوبارہ بسر کرنے کو تیار ہوں۔"(۱۳)

موڈی میں عشق مجازی کا خمیر بچپن سے پایا جاتا ہے اس افسانہ میں موڈی کے علاوہ اور بھی بہت سے مزاحیہ کردار مصنف نے اپنے افسانے میں خوبصورتی سے بیان کیے ہیں۔

ننھا اور ننھی کے کردار بھی شفیق الرحمٰن کے افسانوں میں جابجا دکھائی دیتے ہیں ان کی زبانی کہانیوں میں طنز ومزاح کی عمارت قائم کی گئی ہے۔ شفیق الرحمٰن نے اپنی کہانیوں کے کردار اور پلاٹ کو خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے ان کے یہاں موضوعات، کرداروں اور اسلوب کی متنوع جہتیں ملتی ہیں اور انہی کی مدد سے انہوں نے اپنے افسانوں کی فضا کو تخلیق کر کے اپنے آپ کو ایک منفرد افسانہ نگار منوایا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ریحانہ پروین، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن، ایک مطالعہ نئی دہلی: وجے پبلشرز، ۱۹۹۷ء، ص:۱۳

۲۔ میر امن، باغ و بہار، لاہور: پاپولر پبلشنگ ہاؤس، جنوری ۱۹۸۱ء، ص:۴۲

۳۔ حالی، الطاف حسین، دیوان حالی، لاہور: خزینہ علم وادب ۲۰۰۱ء، ص:۲۰۴

۴۔ بحوالہ فلیپ شگوفے لاہور: غالب پبلشرز طبع سوم ۱۹۸۶ء

۵۔ صبیح الدین صدیقی، "صاحب مطالعہ شفیق الرحمٰن، لاہور: معاصر انٹرنیشنل ۲۰۰۰ء، ص:۸۵

۶۔ شفیق الرحمٰن، تعویذ مشمولہ "حماقتیں" لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۱ء، ص:۳۶

۷۔ شفیق الرحمٰن، تعویذ مشمولہ "حماقتیں" لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۱ء، ص:۷۶

۸۔ ریحانہ پروین، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن، ایک مطالعہ، نئی دہلی: وجے پبلشرز ۱۹۹۷ء، ص:۱۳

۹۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، اردو افسانہ کی روایت، اسلام آباد: مطبوعہ اکادمی، ادبیات ۱۹۹۲ء، ص:۹۴

۱۰۔ شفیق الرحمٰن، دجلہ، لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۰۱ء، ص:۴۹

۱۱۔ شفیق الرحمٰن، دھند مشمولہ: دجلہ لاہور: غالب پبلشرز طبع اول، ۱۹۸۰ء، ص:۱۱۹، ۱۲۰

۱۲۔ شفیق الرحمٰن، کرنیں دیباچہ حجاب، امتیاز علی لاہور سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۱ء، ص:۵

۱۳۔ شفیق الرحمٰن، "حماقتیں" لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ۲۰۰۱ء، ص:۱۷۱

References:

1.Rehana Parveen, Dr. Shafiq-ur-Rehman, Ek Mutala, New Delhi: Vijay Publishers, 1997, p. 13.

2.Mir Amman, Bagh-o-Bahar, Lahore: Popular Publishing House, January 1981, p. 42.

3.Hali, Altaf Hussain, Diwan-e-Hali, Lahore: Khazina-e-Ilm-o-Adab, 2001, p. 204.

4.Bahawala Flap, Shagofay, Lahore: Ghalib Publishers, Taba-e-Som (3rd Edition), 1986.

5.Sabih-ud-Din Siddiqui, "Sahib-e-Mutala Shafiq-ur-Rehman," Lahore: Muasir International, 2000, p. 85.

6.Shafiq-ur-Rehman, "Taweez" Mashmoola Hamaqatein, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2001, p. 36.

7.Shafiq-ur-Rehman, "Taweez" Mashmoola Hamaqatein, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2001, p. 76.

8.Rehana Parveen, Dr. Shafiq-ur-Rehman, Ek Mutala, New Delhi: Vijay Publishers, 1997, p. 13.

9.Mirza Hamid Baig, Dr., Urdu Afsanay Ki Riwayat, Islamabad: Matbu'a Academy Adabyat, 1992, p. 94.

10.Shafiq-ur-Rehman, Dajla, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2001, p. 49.

11.Shafiq-ur-Rehman, "Dhund" Mashmoola: Dajla, Lahore: Ghalib Publishers, Taba-e-Awwal (1st Edition), 1980, pp. 119, 120.

12.Shafiq-ur-Rehman, Kirnein Deebacha Hijab, Imtiaz Ali, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2001, p. 5.

13.Shafiq-ur-Rehman, Hamaqatein, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2001, p. 171.